من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین

مفتی اعظم فقیہ عالم

تالیف

حکیم الملت محقق عصر مفتی محمد ناظر اشرف قادری بریلوی مدظلہ

ناشر

(حضرت مولانا) عبد المصطفیٰ حاضر رضا خاں

بانی و مہتمم مدرسہ حکیم الملت مڑکی، ضلع ڈنڈوری

Mob. : +91 6265783940

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

     /makhtarraza1011

من یردالله به خیرا یفقهه فی الدین

مفتئ اعظم فقیہ عالم

تالیف

حکیم الملت محقق عصر مفتی محمد ناظر اشرف قادری بریلوی مدظلہ

ناشر

(حضرت مولانا) عبدالمصطفیٰ حاضر رضا خاں

بانی و مہتمم مدرسہ حکیم الملت مڑکی، ضلع ڈنڈوری (ایم، پی)

Mo:+91,626578394

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

خلیفہ حضور مفتی اعظم عالم قدس سرہ

محب محترم حضرت علامہ ومولانا عابد حسین صاحب قبلہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔السلام علیکم بخیر ہوں،

امید کہ مزاج ہمایوں بخیر ہوگا، گرامی نامہ موصول ہوا حالات وکوائف معلوم ہوئے حضرت سید صاحب کا ارسال کردہ رسالہ سنی آواز موصول ہوا شروع سے آخر تک نہایت ہی دلچسپ مضمون سے آراستہ ہے، بالخصوص حضرت مولانا ناظر اشرف صاحب کا وہ مضمون جو سیدنا حضور مفتی اعظم ہند سے متعلق ہے، بہت زیادہ پسند آیا بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ اتنا علمی مضمون حضور مفتی اعظم ہند سے متعلق ابھی تک دیکھنے میں نہیں آیا تھا، یہ پہلی بار ہے کہ حضرت مولانا کے قلم سے منظر عام پر آیا ہے حضرت مولانا ناظر اشرف صاحب ہماری جماعت کے نہایت ہی باذوق، ہوشمند صاحب کمال عالم ہیں، درس وتدریس ہو، یا تقریر وخطابت ہو، یا علمی مباحثہ خواہ مضمون نگاری ہو ہر میدان میں آپ یکساں ذوق رکھتے ہیں، یقیناً اس مضمون کو اہل علم نے بہت تعجب سے پڑھا ہوگا،

مفتی عبد الحکیم صاحب بھی پڑھ کر سکتے میں آگئے، اور جب ہم نے حضرت مولانا ناظر اشرف صاحب کا باقاعدہ تعارف کرایا تو دریائے حیرت میں غرق ہوگئے، بہرحال مولانا کا یہ مضمون کسی سیمینار میں اگر پیش کیا جائے تو بہت ہی عمدہ ہوتا، مولانا کو مبارک باد ہو، فقط والسلام

خواجہ مظفر حسین غفرلہ

مقدمہ

از: ابومحامد غزالی دارالعلوم اعلیٰ حضرت رضانگر کلمنا ناگپور

رب متعال نے جسے چاہا اسے عزت وعظمت کی لازوال دولت سے سرفراز فرمایا، انہیں نفوس قدسیہ میں سے سرکار مفتیٔ اعظم ہند نوراللہ مرقدہ کی ذات بابرکات بھی ہیں جنہوں نے جہاد بالقلم سے دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آبیاری فرمائی، جنکی نگاہ کیمیا اثر نے لاکھوں گم گشتگان راہ کو راہ حق سے ہمکنار کیا۔ جنکے در کی جبیں سائی بڑے بڑے مسند نشینوں نے کیں، جن کے ناخن ادراک میں لاینحل مسائل کا حل تھا جو رسول پاک ﷺ کے سچے نائب تھے، تصدیق حق میں صدیق اکبر کے پرتو، باطل کا قلع قمع کرنے میں فاروق اعظم کے مظہر، رحم وکرم کے معاملہ میں ذوالنورین کی چمکتی تصویر، باطل شکنی میں حیدر کرار کی شمشیر تھے جن میں فکر امام اعظم حکمت رازی تصوف غزالی، الغرض رب تبارک وتعالیٰ نے انھیں بیشمار صفات حمیدہ فضائل محمودہ سے بہرور کیا تھا۔

انھیں کی عقیدت ومحبت میں سرشار مرید خاص حضور حکیم الملت محقق عصر مفتی محمد ناظر اشرف صاحب قادری بریلوی خلیفۂ تاج الشریعہ نے آج سے چوبیس سال قبل ایک رسالہ عجالہ اپنے قلم حق رقم سے تحریر فرمایا تھا، جو ''مفتیٔ اعظم فقیہ عالم'' کے نام سے موسوم ہے جو اسی زمانہ میں ماہنامہ سنی آواز ناگپور جولائی، اگست ۱۹۹۵ء میں بھی چھپ کر منصۂ شہود پر آچکا تھا۔ مقالہ کی افادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اب تیسری بار طبع کیا جارہا ہے امید واثق ہے کہ قارئین کرام مقالہ کے مطالعہ کرنے کے بعد اسی نہج پر سرکار مفتیٔ اعظم ہند قدس سرہ کے دیگر فتاوے پر فقہ کی تعریف کا انطباق اور فقیہ کے اطلاق پر اپنے اپنے مقالات تحریر فرماکر بارگاہ حضور مفتی اعظم ہند میں نظرانۂ عقیدت پیش کریں گے اور جزائے اخروی کا وافر حصہ حاصل فرمائیں گے۔ فقط والسلام:

ابومحامد غزالی

پیش لفظ

از: محمد مکی رضا تابش متعلم درجہ اربعہ جامعۃ الرضا بریلی شریف

قارئین کرام! پیش نظر کتاب کے پیج پر جلی قلم سے لکھے ہوئے نام ''مفتی اعظم فقیہ عالم'' سے پورے طور پر یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ یہ رسالہ حضور حکیم الملت مناظر اہلسنت حضرت مفتی محمد ناظر اشرف قادری دام ظلہ علینا کے فکری و علمی رشحات قلم کا بیش بہا مجموعہ حضور مفتی اعظم ہند کے فقاہت سے متعلق ہے۔ مزید اندرون صفحہ امام علم وفن حضرت العلام خواجہ مظفر حسین صاحب پرنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکتوب بھی اسپر گواہ ہے۔ حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ عبقری شخصیت تھی جنہوں نے پوری زندگی ملت مطہرہ کی تطہیر کیلئے وقف فرمادی تھی، تصوف اور تفقہ فی الدین کے ذریعہ دین حنیف کی جو آبیاری فرمائی ہے اسے تاریخ اسلام صبح قیامت تک فراموش نہیں کرسکتی ہے۔ رسالہ ہذا میں حضور حکیم الملت محقق عصر مفتی اعظم ناگپور زید مجدہ نے حضور مفتی اعظم ہند کے فقیہ ہونے کے تعلق سے ان تمام شرائط کو بھی تحریر فرمایا ہے اور مثال میں چار فتوؤں کو پیش فرما کر حضور مفتی اعظم ہند کی فقہی عبقریت کو روز روشن کیطرح عیاں فرمادیا ہے۔ رسالہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے میری ناقص فہم میں تو یہی ہے کہ اس رسالہ کو بار بار پڑھا جائے کیونکہ یہ رسالہ حضور مفتی اعظم ہند کی فقاہت پر لکھنے کیلئے پیش خیمہ ہے۔

گدائے تاج الشریعہ

محمد مکی رضا تابش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چودہویں صدی کے پر آشوب دور میں افق ہند پر ایک سیارہ طلوع ہوا جنکی ضو پاش کرنوں نے چہار دانگ عالم کو منور و مجلی کردیا۔ وہ خود ایسا منبع انوار و تجلیات تھا اور ازلی ہدایت یافتہ جنکی ولادت کی بشارت اس ذات قدسی صفات نے دی تھی جنکے کشف و کرامات کا ڈنکا مشرق و مغرب، جنوب و شمال کے گوشے گوشے میں بج رہا تھا۔ وہ تاجور کشور رسالت آل رموز و اسرار الٰہیہ کا مخزن تھا۔ وہ جانشین محبوب سبحانی بحر حقیقت و معرفت کا غواص تھا۔ وہ خاندان سید البرکات میں آنکھیں کھولنے والا اپنے قرن کا سراج السالکین وقطب العارفین تھا اسی نوری گھرانے کے حضرت نوری میاں علیہ الرحمہ نے مارہرہ مقدسہ میں اعلیٰ حضرت کو بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ آپکا خلف اصغر میرا خلیفہ ارشد و نور دیدہ و جاں ہوگا۔ جن سے پورا عالم اسلام فیضیاب ہوگا، میں ان کا نام ابوالبرکات آل الرحمٰن محی الدین رکھتا ہوں۔ جن کو آج بھی پوری دنیائے سنیت تاجدار اہل سنت قطب عالم حضور مفتی اعظم ہند کے نام سے موسوم کرتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہے۔ جنھوں نے ستر ۷۰ سال تک اپنی غزارت علمی، تعمق نظری، ژرف نگاہی، نکتہ آفرینی اور فقیہانہ بصیرت کی بنیاد پر لاکھوں جزئیات فقہ کے زلف برہم کو سنوارا اور ہزاروں مفتیان کرام کو فتویٰ نویسی کے رموز سکھائے اور تفقہ فی الدین کا درس دیکر استقامت فی الدین کا مصداق بنادیا۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند بریلوی اگر ایک طرف زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، صبر وضبط، تحمل و برداشت، عزت وعظمت عصمت وعفاف، عزم وثبات، شکل وشباہت، مذاق طبیعت، طریق معاشرت، تواضع وقناعت

ہمت وغیرت، حلم وعفو، غیرت واستغناء، احسان وکرم، ایثار ولطف انداز گفتگو۔ طرز زندگی۔ رواداری وخیر خواہی، سعی عمل جدوجہد، فضائل اخلاق، باہمی انصاف، عادات واطوار، اقوال وافعال، حفظ ایمان وتحفظ اسلام، خدا پرستی، وانسان دوستی، للّٰہیت واخلاق جیسے اوصاف حمیدہ میں اپنے پدر بزرگوار امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مفتی شاہ احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے عکس جمیل تھے۔ تو دوسری طرف تفقہ فی الدین میں بھی انکی وراثت کا وافر حصہ خدائے لم یزل ولا یزال نے عطا فرمادیا تھا۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے تفقہ فی الدین سے متعلق شواہدات انکی تصنیفات میں درج ہیں۔ انہیں ملاحظہ خاطر کرنے سے قبل فقہ وفقیہ کی تعریفات حاشیہ ذہن پر محفوظ کر لیجئے۔ تا کہ وہ اسلام کا بطل جلیل، استقامت فی الدین کا جبل عظیم جس نے جہاد بالقلم کے ذریعہ دین مصطفےٰ ﷺ کو بھاری تباہی سے بچالیا۔ انکی دُرر تحقیق وجواہر تدقیق اور ندرت تطبیق دیکھ کر چشم انصاف رکھنے والے بیساختہ کہنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ بھی فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی طرح فطرت فقہ پر پیدا فرمائے گئے تھے۔

علامہ جاراللہ محمود بن عمر زمخشری اپنی کتاب الفائق فی غریب الحدیث ج ۳ ص ۱۳۴ پر تحریر کرتے ہیں کہ

الفقہ حقیقۃُ الشق والفتح والفقیہ العالم الذی یشق الاحکام و یفتش عن حقائقھا ویفتح مااستغلق منھا

یعنی فقہ حقیقت میں کسی چیز کا پھاڑنا، متفرق کرنا اور کھولنا ہے، اور فقیہ وہ عالم ہے جو احکام کا

تجزیہ کرتا ہے۔اور ان کے حقائق کی تلاش وجستجو کرتا ہے اور مبہم ومغلق کو کھول کر واضح کر دیتا ہے،

قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار صفحہ ۴ پر فقہ کی تعریف بایں طور مندرج ہے۔

الفقه علم بالاحكام الشرعية العلمية عن ادلتها التفصيلة

یعنی فقہ ادلۂ تفصیلیہ کے ذریعہ احکام شرعیہ عملیہ کی تصدیق کو کہتے ہیں۔

توضیح ص ۱۲ ر کے الفاظ اس طور پر ہیں ۔

"العلم بالاحكام الشرعية عن ادلتها التفصيلية"

یعنی احکام شرعیہ کو انکے تفصیلی دلائل کے ذریعہ معلوم کرنے کا نام فقہ ہے۔

مسلم الثبوت ص ۶ پر فقہ کی تعریف یہ کی گئی ہے

"الفقه. حكمة فرعيةشرعية"

یعنی فقہ علم واقعی تصدیقی کا نام ہے جو علم اصول اور مبادی، علم کلام وغیرہ پر متفرع ہو اور ادلۂ شرعیہ سے ثابت ہو

قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار ص ۷ ر درج ذیل سوال وجواب فقہ کی تعریف میں یہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔

"الفقه بانه معرفة النفس ما لها و ما عليها عملاً كما قال الماتريدية (و يزداد عملا ليخرج الاعتقاديات الوحدانيات فيخرج الكلام و التصوف و من لم يزد، اراد الشمول")

یعنی فقہ انسان کے جملہ حقوق وفرائض اور منافع ومضار کی معرفت کا نام ہے اسپر جن حضرات نے عمل کی قید لگائی ہے ان حضرات کا مقصود علم کلام اور علم تصوف کو فقہ کی تعریف سے خارج کرنا ہے اور جن لوگوں نے عمل کی قید نہیں لگائی ہے ان حضرات کا مقصود علم کلام وعلم تصوف کو فقہ کی تعریف میں داخل کرنا ہے

علامہ حسکفی اپنی تصنیف لطیف درمختار صفحہ ۴ پر تحریر فرماتے ہیں.

فالفقه .لغةً بالفتح العلم بالشئی ثم خص بعلم الشریعة و فقه بالکسر فقها علم و فقه بالضمه فقاهة صار فقیها و اصطلاحا عند الاصولین العلم بالاحکام الشرعیة الفرعیة عن ادلتها التفصیلیة و عند الفقهاء حفظ الفروع و اقله ثلث مسائل و عند اهل الحقیقة .الجمع بین العلم والعمل لقول الحسن البصری .انما الفقیه .المعرض عن الدنیا الزاهد فی الآخرة .البصیر بعیوب نفسه

درمختار کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ۔فقہ (بالفتح) علم بالشئی کو کہتے ہیں۔ پھر بعد میں علوم شرعیہ کے ساتھ مخصوص کرلیا گیا اور فقہ (بالکسر) علم کو کہتے ہیں اور فقہ (بالضمہ) فقیہ ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح اصولین میں ادلۂ تفصیلیہ کے ذریعہ احکام شرعیہ فرعیہ کی تصدیق کو کہتے ہیں۔اور اصطلاح فقہاء میں احکام شرعیہ فرعیہ کے حفظ کا نام فقہ ہے اور حافظ الاحکام فقیہ ہے۔اور جس شخص کو کم از کم تین مسئلے یاد ہو گئے وہ بھی فقیہ ہے۔

(مگرایسے شخص پر فقیہ کا اطلاق معروف نہیں)

اور اہل حقیقت کے نزدیک جمع بین العلم والعمل کو فقہ کہتے ہیں

اور فقیہ وہ انسان ہے جو دنیا سے کنارہ کش ہو، آخرت سے لولگائے

اور اپنے عیوب ونقائص پر گہری نظر بھی رکھے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ رحمۃ الباری اپنی کتاب مستطاب احیاء العلوم شریف الجزء الاول ص ۵۴ میں رقمطراز ہیں۔

الفقه

فقد تصرفوا فيه بالتخصيص لا بالنقل و التحويل اذا خصصوه بمعرفة الفروع الغريبة فى الفتاوىٰ والوقوف على دقائق عللها واستكثار الكلام فيها وحفظ المقالاة المتعلقة بها فمن كان اشد تعمقاً فيها و اكثر اشتغالاً بها يقال هو الفقيه ولقد كان اسم الفقه فى العصر الاول مطلقاً على علم طريق الآخرة و معرفة دقائق آفات النفوس و مفسدات الاعمال و قوة الاحاطة بحقارة الدنيا وشدة التطلع الى نعيم الآخرة و استيلاء الخوف على القلب،

فقہ کے معنیٰ میں بظاہر کوئی تبدیلی یا تحریف نہیں ہوئی لیکن اسمیں تخصیص ضرور کی گئی ہے اس لئے کہ ان لوگوں نے فقہ کو فتاوئی کے فروع نادرہ (نادر جزئیات) کی معرفت اور ان کی علتوں کے دقائق کی واقفیت اور اسمیں کلام (قیل وقال) کی کثرت۔ اور ان سے متعلق

مقالات کی یادداشت کے ساتھ مخصوص کرلیا ہے۔ جو شخص فقہ میں زیادہ غور وخوض کرتا ہے اور زیادہ اشتغال رکھتا ہے اس کو بڑا فقیہ کہا جاتا ہے حالانکہ قرن اول میں فقہ کے معنی یہ تھے کہ مطلقا طریق آخرت کا علم اور آفات نفسانی کی باریکیوں کی معرفت اور اعمال کے مفسدات اور دنیا کی حقارت کے احاطہ کی قوت اور آخرت کی نعمتوں پر تطلع تام اور دل پر خوف وخشیت کے تغلب کا نام فقہ تھا،

حجۃ الاسلام امام غزالی اپنی کتاب مستطاب احیاء العلوم الجزالاول ص ۵۵ میں رقمطراز ہیں

وقد سئل فرقد السنجی الحسن عن الشئی فاجابه فقال ان الفقهاء يخالفونک فقال الحسن رحمه الله ثكلتک امک فريقد و هل رايت فقيهاً بعينک انما الفقيه الزاهد فی الدنيا الراغب فی الآخرة . البصير بدنيه المدوام على عبادة ربه الورع الكاف نفسه عن اعراض المسلمين العفيف عن اموالهم الناصح لجماعتهم ولم يقل فی جميع ذالک الحافظ لفروع الفتاوی ولست اقول ان اسم الفقه لم يكن متناولاً للفتاویٰ فی الاحكام الظاهرة ولكن كان بطريق العموم والشمول او بطريق الاستتباع فكان اطلاقهم له على علم الآخرة اكثر فبان من هذا التخصيص تلبيس بعث الناس على التجرد له والاعراض عن علم الآخرة واحكام القلوب ووجدوا على ذالک معيناً من الطبع فان علم الباطن غامض والعمل به عسير والتوصل به

الی طلب الولایة والقضاء والجاہ والمال متعذر فوجد الشیطان مجالاً لتحسین ذالک فی القلوب بواسطة تخصیص اسم الفقه الذی هو اسم محمود فی الشرع.

فرقد سنجی نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کسی شئ کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے اسکا جواب دیا اس پر فرقد نے کہا کہ، فقہاء اس مسئلہ میں آپ کی مخالفت کرتے ہیں اس پر حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے فریقد! تیری ماں تجھے روئے کیا تم نے اپنی آنکھوں سے کسی فقیہ کو دیکھا ہے۔ اس لئے کہ فقیہ وہ ہوتا ہے جو تارک الدنیا ہو اور آخرت کا خواہشمند ہو، دینی بصیرت رکھتا ہو۔ عبادت پر مداومت انکی عادت ہو، متورع ہو، اپنے آپ کو مسلمان کی عزتوں کے درپے ہونے سے بچاتا ہو، مسلمانوں کے مالوں سے رکتا ہو، اپنی جماعت کا ناصح ہو، انہوں نے ان جملہ باتوں میں فتاوی کے جزئیات کا حافظ نہیں کہا (بلکہ یوں کہا کہ) میں نہیں کہتا کہ احکام ظاہرہ میں فتاویٰ کو اسم فقہ شامل نہیں ہے، ہاں بطریق عموم وشمول یا بطریق استتباع شامل ہے، لیکن وہ حضرات اسم فقہ کا اطلاق اکثر علم آخرت پر کرتے تھے، پس اس تخصیص سے ان لوگوں کا فریب ظاہر ہو گیا جو دل کے احکام اور علم آخرت سے غافل ہو کر محض اسی کے ہو کر رہ گئے اور اپنی طبیعت کو اسپر مددگار پایا، کیونکہ علم باطن دقیق ہے اور عمل اسپر شدید ہے، اور اس کے ذریعہ سے سلطنت وقضاء جاہ ومال کے طلب پر ایصال بہت مشکل ہے تو اس وجہ سے شیطان نے ان لوگوں کے دلوں میں اس کے تحسین کی قوت پائی وہ اس لئے کہ اس اسم فقہ کی تخصیص کے واسطہ سے جو شرع شریف

میں ایک محمود نام ہے اسے خاص کردیا۔

اب ذرا شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ نے فقہ وفقیہ کے مفہوم کو جس فنی پیرائے سے آشکار فرمایا ہے۔اسے بھی سماعت فرمایئے

ارشاد فرماتے ہیں کہ فقہ یہ نہیں کہ کسی جزئیہ سے متعلق کتاب سے عبارت نکال کر اسکا لفظی ترجمہ سمجھ لیا جائے۔یوں تو ہر اعرابی، ہر بدوی فقیہ ہوتا کہ انکی مادری زبان عربی ہے بلکہ فقہ بعد ملاحظہ اصول مقررہ، وضوابط محررہ، ووجوہ تکلم وطرق تفاہم و تنقیح مناط ولحاظ انضباط ومواضع یسر واحتیاط وتجنب تفریط وافراط، وفرق روایات ظاہرہ ونادرہ۔

وتمیز درآیات غامضہ وظاہرہ ومنطوق ومفہوم صریح ومحتمل وقول بعض وجمہور ومرسل ومعلل ووزن الفاظ مفتیین وسبر مراتب ناقلین وعرف عام وخاص وعادات بلاد واشخاص وحال زمان ومکان۔واحوال رعایا وسلطان۔وحفظ مصالح دین ودفع مفاسد مفسدین وعلم وجوہ تجریح واسباب ترجیح ومناہج توفیق وادراک تطبیق ومسالک تخصیص ومناسک تقیید ومنافع قیود وشوارع مقصود وجمع کلام ونقد مرام وفہم مراد کا نام ہے۔

کہ تطلع تام واطلاع عام ونظر دقیق وفکر عمیق وطول خدمت علم وممارست فن وتیقظ وافی وذہن صافی معتاد تحقیق مئوید بتوفیق کا کام ہے اور حقیقۃً وہ نہیں مگر ایک نور کہ رب عزوجل بمحض کرم اپنے بندہ کے قلب میں القاء فرماتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذوحظ عظیم (پ ۲۴ رکوع ۱۸) اور یہ دولت نہیں ملتی مگر صابروں کو اور اسے نہیں پاتا مگر نصیب والے،

صدہا مسائل میں اضطراب شدید نظر آتا ہے کہ ناواقف دیکھ کر گھبرا جاتا ہے۔ مگر صاحب توفیق جب ان میں نظر کو جولان دیتا اور دامن ائمہ کرام مضبوط تھام کر راہ تنقیح لیتا ہے توفیق ربانی ایک سررشتہ اسکے ہاتھ رکھتی ہے جو ایک سچا سانچا ہو جاتا ہے کہ ہر فرع خود بخود اپنے محمل پر ڈھلتی ہے اور تمام تخالف کی بدلیاں چھنٹ کر اصل مراد کی صاف شفاف چاندنی نکلتی ہے اسوقت کھل جاتا ہے کہ اقوال کے سخت مختلف نظر آتے تھے حقیقۃً سب ایک ہی بات فرماتے تھے الحمد للہ فتاوائے فقیر میں اسکی بکثرت نظیریں ملیں گیں۔ وللّٰہ الحمد تحدیثاً بنعمة اللہ وما توفیقی الا باللہ . وصلی اللہ تعالی علی من امدنا بعلمه وایدنا بنعمه وعلی آله وصحبه وبارک وسلم امین والحمد للہ رب العالمین (فتاویٰ رضویہ مترجم ج۱۶ص۲۷۶ تا۲۷۷)

معاندین کو مخاطب کرتے ہوئے یہ کہنا چاہونگا کہ تھوڑی دیر کیلئے بنظر انصاف حجۃ الاسلام امام غزالی، شیخ الاسلام امام احمد رضا اور امام حسن بصری وغیرہم کی تعریفات فقہ وفقیہ ملاحظہ کرنے کے بعد حضور مفتی اعظم ہند کے تفقہ فی الدین کا جائزہ لیجئے جو انکی تصنیفات و تالیفات تحریرات وعملیات میں پھیلے ہوئے ہیں تو معاندین کو بھی یہ کہے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نفس الامری طور پر فقیہ تھے۔

فقیر بطریق تمثیل چند جواہر پارے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جو انکی فقہی عبقریت پر دال اور تفقہ فی الدین پر شاہد ہیں۔

فتاویٰ مصطفویہ جلد اول ص ۳ تا ۱۳ کتاب الایمان کے مسئلہ (۱) پر نظر عمیق ڈالئے۔

سائل نے علم غیب مصطفیٰ ﷺ کی نفی سے متعلق بحر الرائق ج ۳ ص ۱۴ مطبوعہ مصر کے حوالہ سے ذیل کی عبارت پیش کر کے استفتاء کیا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیے

بحر الرائق جلد سوم ص ۱۵۵ پر ہے و فی الخانیة و الخلاصة لو تزوج بشهادة الله و رسوله لا ینعقد و یکفر لاعتقاده ان النبی ﷺ یعلم الغیب الخ ؛

اور ایسا ہی بزازیہ میں ہے۔ عبارت بالا سے ظاہر و باہر ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیلئے غیب دانی کا عقیدہ رکھنا کفر ہے (معاذ اللہ رب العالمین)

حضور مفتی اعظم ہند جن الفاظ سے جواب کا آغاز فرما رہے ہیں اس سے ان کا اعتقاد آشکار ہو جاتا ہے۔ اور محبت رسول اکرم کا اظہار بھی!

ارشاد فرماتے ہیں

زید بے قید پر از مکر و کید، بدترین وہابی لعین ہے، اسکا حضور پر نور شافع یوم النشور ایمان جان جان ایمان عالم یکون و ما کان سرور عالم و عالمیان ﷺ کے علم غیب سے مطلقاً انکار کفر مبین ہے۔ قرآن عظیم کی آیات باہرہ کثیرہ سے انکار ہے،

پھر اپنے مدعیٰ کے اثبات پر دس قرآنی آیات بینات اور دس احادیث رفیعہ جلیلہ پیش فرما کر. ختم اللّٰہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ط آیت رحمانی کو مد نظر رکھتے ہوئے دیوبندی تابوت پر آخری کیل ٹھوکتے ہیں اور پھر بے ایمان وہابی پر قہر الٰہی کی بجلی بنکر برس پڑتے ہیں ذرا قلم کا تیور ملاحظہ کیجئے رقمطراز ہیں، مگر بے ایمان وہابی نہ رسول کے فرمانے پر یقین لاتا ہے نہ خدا کے ارشاد پر ایمان، وہ

کافر دونوں سے کفر کرتا ہے اور بکے جاتا ہے کہ رسول غیب کو نہیں جانتے تھے، اور بے ایمانی اور دھوکے اور فریب سے ان نصوص کو اپنی برہان بتاتا ہے جن میں علم ذاتی مراد ہے، اس سے کہو کہ بے ایمان عبارت میں (الغیب) سے مراد علم ذاتی ہے، اور یہ تیری سمجھ میں نہیں آتا تو اسے بھی مطلقاً علم غیب کا انکار سمجھتا ہے تو تو بحر پر ایمان رکھتا ہے، مگر رسول کے فرمان اور اللہ عزوجل کے قرآن کا منکر ہے، اللہ ورسول جل جلالہ وﷺ کے ارشاد وفرمان کے آگے بحر کی عبارت پیش کرنا اسکے بھروسے رسول کے علم سے مطلقاً انکار کرنا یہ تیرے ہی جیسے بے حیا بے ایمان کا ملعون کام ہے،

پھر اسکے بعد حضور مفتی اعظم ہند نے **عالم ماکان و مایکون** ﷺ کے مطلقاً غیب دانی کے منکرین کا کفر قرآنی فتویٰ سے ثابت فرمایا اور منکرین کے کتب سے انکے عقائد باطلہ کی نشاندہی فرمائی اور اپنے محبوب دانائے غیوب کے بے لگام گستاخوں کی زبانوں پر قفل لگاتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

مشہور ہے **الغریق یتشبث بالحشیش** ۔ڈوبتا سوار پکڑتا ہے، بے ایمان وہابی جب بحر کفر میں غوطے کھانے لگا اور قعر کفر میں ڈوبا، تو بچاؤ کیلئے بحر الرائق کی اس عبارت کو پکڑا اس مرجوح قول سے سہارا لیا جسکا غیر صحیح ہونا بالکل واضح اور آشکار، اور وہابیہ اور دیوبندی کا گروہ مان چکا ہے کہ دو شرائط تعارض میں تساوی فی القوۃ ہے پس جواب میں اتنا کافی ہے کہ راجح کے سامنے مرجوح ساقط ومتروک ہے اور ادب یہ ہے کہ مرجوح میں بھی تاویل مناسب کی جائے (بسط البنان)

اس مرجوح قول میں مناسب تاویل نہ کرنے والا اسے اپنی سند بنانے والا بے ادب گستاخ ہے ساقط ومتروک ومرجوح کو قرآن وحدیث کے نصوص کی رد کیلئے پکڑنے والا ہے اور اپنے ساتھ کفر کے گڑھے میں ڈوبا دینے والا ہے، اور طائفہ کے گروگھنٹال کی معقول بات کو بھی رد کردینے والا ہے جب طائفہ کے استادجی کو بھی یہ مسلم ہے کہ ایسی جگہ تاویل مناسب کرنی چاہئے تو لازم تھا کہ بحر وغیرہ علماء کی اس عبارت میں یہ سمجھنا کہ انکی مراد علم ذاتی ہے، نہ کہ اس عبارت کو قرآن وحدیث کے رد کیلئے لے دوڑا والعیاذباللّٰہ تعالیٰ

کیا یہ علماء، دین کے ائمہ جنکی وسعت نظر ہم جیسوں کے حسابوں سے بے انتہا، جنکی حد تک ہمارا مرغ وہم بھی پرواز نہ کرسکے تو کیا یہ کوئی سلیم الحواس ادنیٰ عالم بھی ان آیات واحادیث پر جس کی نظر ہو وہ مطلقاً انکار علم غیب برائے انبیاء کرسکے گا لا الٰہ الا انت وآمنا برسول اللّٰہ

پھر حضور مفتی اعظم ہند منکرین علم غیب کے استادو گرو اشرفعلی تھانوی کی کتاب بسط البنان میں بیان کردہ قاعدہ کلیہ کہ راجح کے سامنے مرجوح ساقط ومتروک ہے، اور ادب یہ ہے کہ مرجوح میں بھی تاویل مناسب کی جائے، پیش فرما کر وہابیہ کے منہ پر زبردست طمانچہ مارتے ہوئے بحر الرائق کی عبارت کو قرآن واحادیث سے تطبیق دیتے ہوئے یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں

اصل یہ ہے کہ غیر خدا کیلئے مطلقاً انکار علم غیب یہ عقیدۂ باطلہ بعض معتزلہ ہے اور یہ وہابیوں ہی کا اب سے پہلا نام ہے، اس سے پہلا نام اس طائفہ باطلہ کا خارجی تھا، جسے اب دیوبندی، وہابی، اپنے آپ کو حنفی کہتے ہیں اور نجدی وہابی اپنے آپ کو حنبلی بتاتے ہیں،

دیوبندی فقہ حنفی میں کتابیں لکھتے، اور اس میں اپنے مذہب کی رعایت کرتے ہوئے مسائل ٹھونستے ہیں، یوں ہی معتزلی اپنے آپ کو حنفی کہا کرتے اور فقہ حنفی میں تصنیف کیا کرتے، اور اسمیں اپنے مذہب اعتزال کی رعایت کرتے ہوئے بعض مسائل ٹھونس دیا کرتے تھے، انھی مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے بعض نے اسے اخذ کیا اور انکے ساتھ حسن ظن یہی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اس سے علم ذاتی مراد لیا، اور پھر ان حضرات صاحب بحر وغیرہ نے بھی یہی سمجھتے ہوئے اپنی تصانیف میں نقل کیا، اور یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض جامع اقوال ہر گونہ اقوال سے نقل کرتا ہے

حضور مفتی اعظم ہند اپنے مذکورہ دعویٰ پر مجمع الانہر کے حوالے سے ایک نظیر پیش فرماتے ہیں تا کہ بحر الرائق کی عبارت میں دی ہوئی تطبیق پر شبہ نہ رہ جائے۔ فرماتے ہیں۔

مجمع الانہر میں لکھا۔ **لوشتم حیواناً ماکول اللحم بکلمۃ الجماع یکفر** یعنی اگر کوئی شخص کلمہ جماع سے اس جانور کو گالی دیا جسکا گوشت کھایا جاتا ہے تو کافر ہوجائیگا

پھر اس عبارت کو اوروں نے نقل کیا، اور ایسا بھی ہوتا ہے، کہ بعض کا نقل کردہ قول جبکہ اس میں مطلقاً انکار علم غیب مراد ہو۔ جو معتزلہ کے عقیدۂ باطلہ کے موافق ہے یا اسکا اپنا سہی، جبکہ حنفی ہو معتزلی نہ ہو اس نے ذاتی مراد لیا ہو، اسے دیکھنا اور اسے عطائی پر ڈھالنا، اکابر علماء جہابذۂ ائمہ کا اس قول کے ضعف و مرجوحیت کا جو اشعار فرمایا، اسے دیکھ کر ان دیکھا کرلینا کس درجہ حیاداری ہے۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**

مذکورہ بالا عبارت تک بے شمار نصوص قرآنی، احادیث رسول ربانی شواہد فقہی اور

اصل کلی سے حقیقت مسئلہ کو منقح کرنے کے بعد بھی حضور مفتی اعظم ہند کے قلم کی روانی رکتی نہیں ہے، بلکہ مسئلہ شہادۃ فی النکاح کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں،

مسئلہ تو صرف اتنا تھا کہ اگر کوئی شخص شہادت خدا اور رسول سے نکاح کرے تو یہ نکاح منعقد نہ ہوگا، کہ شرائط انعقاد نکاح گواہوں کا رہنا ہے حدیث میں ہے، **لا نکاح الا بشھود** مسلمان کے نکاح میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا حضور شرط ہے جو عاقل بالغ ہوں اور یہ سمجھیں کہ نکاح ہو رہا ہے، اگر محض خدا کی شہادت سے نکاح کرنا یا فرشتوں مثلاً کراماً کاتبین کی شہات سے کرنا جب بھی باطل ہوتا، کہ شرط صحت نہ پائی گئی اس میں بعض مجاہیل نے اتنا اور اضافہ کیا کہ وہ مسلمان شخص کافر ہو جائے گا کیونکہ معتقد علم غیب برائے رسول ہوا، ظاہر ہے کہ یہ بعض مجاہیل معتزلی ہوگا، اور اسنے اپنے مذہب کا پیوند اسمیں جوڑ دیا، پھر یہ بتاویل علم ذاتی بعض حنفیہ نے بھی اپنی تصانیف میں نقل کر لیا، مگر اسکی مرجوحیت کو ظاہر کرتے ہوئے کہ علم، ذاتی ہی نہیں ہوتا بلکہ دوسری، عطائی بھی ہے تو جب یہ احتمال ہے تو کافر نہیں کہہ سکتے، اس احتمال کے ہوتے ہوئے تکفیر صحیح نہیں۔

سائل کے جواب سوال میں مذکورہ بالا طرز تحریر طریق تفہیم وجہ تکلّم، بیان دلیل، تنقیح مناط تاویل وتطبیق عبارت بحر اور احتیاط فتویٰ بعد ملاحظ اصول مقررہ وضوابط محررہ وفرق روایات ظاہرہ ونادرہ حضور مفتی اعظم ہند کی وہ صفت لازمہ ہے جو خدائے قدیر لم یزل ولا یزال نے ازل ہی میں انکی تقدیر میں لکھدیا تھا،

مسئلہ محررہ کے جواب پر اکتفا کرنا اور حوالہ سے مزین نہ فرمانا بھی انکی سرشت کے سراسر خلاف تھا ،اسی لئے وہ اپنے مدعیٰ کے اثبات پر نو۹ آیات قرآنیہ و۹ احادیث کریمہ اور ستائیس کتب فقہیہ متداولہ معتبرہ مستندہ پیش فرمائے ہیں اور عقیدۂ وہابیہ نجدیہ کو بالکلیہ ذبح کر کے آخر میں جواب کا تکملہ یوں کرتے ہیں،

وہابی بے دین تو حضور سید عالم ﷺ کیلئے عطائی علم غیب کے اعتقاد کو کفر لکھتا اور حنفیہ معتقد علم غیب عطائی کی تکفیر کا افترا و بہتان کرتا ہے کیا حنفیہ کے نزدیک معاذ اللہ یہ علماء اولیاء، عرفاء جنہوں نے انبیا کیلئے یہ کچھ فرمایا کافر ہیں؟ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ایسی نجس ناپاک ،گندی، گھنونی، خبیث تکفیر و انکار پر حضرت مولانا روم قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے۔

رومی سخن کفر نہ گفتہ است و نہ گوید منکر مثنویدش

کافر شدہ آں کس کہ بانکار آمد مردود جہاں شد

حوالیجات

(۱) فتاویٰ قاضیخاں (۲) فتاویٰ خلاصہ (۳) فتاویٰ کردری (۴) درمختار (۵) ردالمحتار (تاتارخانیہ ،حجۃ ،ملتقط)(۶) فتاوی ہندیہ (۷) مضمرات (۸) خزانۃ الروایات (۹) معدن الحقائق (۱۰) شرح عقائد (۱۱) شرح فقہ اکبر (۱۲) جمع النہایہ (۱۳) فتوحات وہبیہ (۱۴) صاوی حاشیہ جلالین (۱۵) تفسیر نیساپوری (۱۶) مدارج شریف

(۱۷) درۃ الغواص (۱۸) الجواہر والدرر (۱۹) فتوحات مکیۃ (۲۰) شفا شریف (۲۱) مثنوی شریف (۲۲) تفسیر روح البیان (۲۳) نسیم الریاض (۲۴) طبقات کبریٰ (۲۵) نفحات الانس شریف (۲۶) قصیدہ خمریہ شریف (۲۷) ابریز

حضور مفتی اعظم ہند کی جودت قلم، سطوت فتویٰ، دقت نظر اور فقیہانہ بصیرت کی دوسری مثال ملاحظہ کیجئے۔

سائل نے سوال کیا کہ ہندہ وزید کا ایک دوسرے کے ساتھ نابالغی میں نکاح کیا گیا بعد بلوغ، زید کامل نامرد ثابت ہوا۔ اسکے تھوڑے عرصہ بعد زید پاگل بھی ہوگیا اب بھی مجنون ہی ہے۔ حوش وحواس بالکل درست نہیں ہے۔ اور ہندہ جوان ہے بغیر شوہر کے نہیں رہ سکتی تو زید سے ہندہ کے چھٹکارا کی کیا صورت ہے؟

جواب میں حضور مفتیٔ اعظم ہند فرماتے ہیں۔

ہمارا اور ہمارے مذہب بلکہ چاروں مذاہب کے ائمہ کے امام عالی مقام امام اعظم پھر سیدنا امام ابو یوسف کے مذہب مہذب پر تو جنون مطلقاً کہ حادث غیر ممتد ہو جسے عرصہ دراز نہ ہوا ہو۔ یا مطبق ہو کہ جس پر ایک زمان طویل گزار لیا ہو، کسی حال سبب حصول خیار فسخ نہیں ہوسکتا، اس مذہب امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ پر تو ہرگز بوجہ جنون شوہر عورت کو فسخ کرانے کا اختیار نہیں، سوائے صبر زنہار چارۂ کار نہیں یہی مذہب مہذب ہر طرح مرجح ہے یہی قول مرضی ومختار، معتمد ومویدو مقدم واصح ہے کہ اکثر ائمہ کا اسی پر اتفاق ہے، اکثر فتاویٰ کا اسی پر اطباق ہے تمام فنون مذہب جنکی بنا کار ہی بیان مذہب ہے اسی کو اختیار فرمایا،

شراح معتمدین نے شروح معتمدہ میں اسی کی دلیل کو مرجح ٹھہرایا، اکثر کتابوں میں اسی کو ذکر کیا، قول آخر نہ فرمایا

مذکورہ بالا جملے اس حقیقت پر غماز ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند کہ دقیقانہ نظر وقیعانہ نگاہ وسیعانہ مطالعہ کتب معتبرہ، متون مستندہ، شروح معتمدہ میں ذکر کردہ ائمہ اربعہ کے مذاہب صاحبین کے اقوال شیخین کا اتفاق، صاحبین کا اختلاف، تلامذۂ امام اعظم کے اجتہادات اصحاب تجریح کی وجوہ تجریح، اصحاب تخریج کی وجوہ تخریج اصحاب ترجیح کی وجوہ ترجیح وغیرہا پر بدرجہ اتم تھیں

حضور مفتیٔ اعظم ہند اپنی عادات کریمہ کے مطابق فتاوی خانیہ، فتاوی قاضی خان، فتاوی خزانۃ المفتیین کے دو حوالے فتاوی عالمگیریہ اور علامہ حسکفی کی درمختار سے حوالہ دینے کے بعد امام محمد علیہ الرحمہ کا قول اس انداز بلیغانہ وفصیحانہ میں پیش فرماتے ہیں،

ہاں ہمارے مذہب کے امام ثالث سیدنا امام محمد جنون کے سبب عورت کو خیار فرقت دیتے ہیں، جنون مطبق میں مثل جب فی الحال اور نو پیدا میں روز مرافعہ سے بعد ایک سال ''عنہ'' کی مثال عورت خود فسخ نہیں کرسکتی، حاکم شرع کے حضور دعویٰ کریگی وہ بعد تحقیق کامل وتنقیح تام، مرد کو ایک سال کامل کی مہلت دیگا اس بیچ میں اگر صحیح ہوگیا جب تو جھگڑا ہی چکا، نزاع ہی ختم ہوا جڑ کٹ گئی، نخل آرزو کے سبب خیار فسخ وتفریق ہی نہ رہا، اب تفریق چاہنا محض بے معنی اور زبردستی چاہی بھی جائے تو تفریق کرنا کب روا؟ اور اگر صحیح نہ ہوگا تو عورت اگر پھر دعویٰ کریگی قاضی شرع اسے اختیار دیگا، کہ اپنے نفس کو اختیار کرلے، یا شوہر کو، اگر

عورت ایسی مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کریگی تو حاکم شرع (قاضی) تفریق کردیگا یہ تفریق طلاق بائن شمار ہوگی، عورت پر عدت لازم ہوگی بعد مرور عدت جس سے چاہے نکاح کر سکے گی۔۔۔

پھر حضور مفتی اعظم ہند امام محمد علیہ الرحمہ کے بیان کردہ مذہب کی تائید وتوثیق میں فتاویٰ ہندیہ، فتاویٰ خانیہ، حاشیہ عالمگیریہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ، شرح جامع صغیر قاضی خاں اور تبیین کے حوالوں کے بعد حکم عنین کی توضیح وتنقیح فرما کر صورت مستفسرہ کے جواب کی طرف توجہ دلا کر یوں خامہ فرسائی فرماتے ہیں،

"جبکہ شوہر عنین بھی ہے اور مجنون بھی، جنون حادث ہوگا تو وہی مہلت ایک سال کی اسمیں ہوگی، اس صورت میں مذہب امام سے عدول سر دست خود بیکار ہوگا کہ کال یوں بھی نہ کٹے گا، لہذا اسے چاہیئے بر بنائے "عنہ" کی سنی عالم عالم علماء بلاد فقہائے شہر کے یہاں دعویٰ رجوع کرے، وہ حسب بیان والا کارروائی کرے کہ یہاں قاضی کہاں؟ یہاں اعلم علماء بلاد ہی حسب تصریح علماء قائم مقام سلطان ہے، سال بھر میں شوہر صحیح ہو جائیگا، یا نہیں، اگر علاج کارگر نہ ہوا اور پھر عورت رجوع لائے تو بر بنائے "عنہ" تفریق کردے اور اگر وہ یوں تو تندرست ہو جائے مگر جنون باقی رہے تو عورت اب اگر ضرورت رکھتی ہو اور اظہار حاجت بے مکر وفریب کرتی ہو نفس کے اتباع اور پیروی سے ضرورت ضرورت نہ پکارتی ہو، واقعی سچی ضرورت متحقق ہو تو چونکہ ہنگام وقت جب مذہب غیر پر بھی عمل کی اجازت ہو سکتی ہے تو یہ تو امام ہی کا ایک قول ہے، جو امام محمد کا مذہب ہے تو یہ یقیناً اولیٰ بالجواز

ہے ،ضرورت واقعیہ صادقہ پر وہ اس مذہب امام محمد کی رو سے اب بر بنائے جنون دعویٰ کرے، وہ عالم حاکم شوہر کوایک سال علاج کی مہلت دے، صحیح ہو جائے فبہا، ورنہ جب پھر عورت دعویٰ کرے حسب بیان بالا تفریق کردے، ہاں اگر جنون مطبق ہو، اور ضرورت صادقہ واقعی ہو، تو اس صورت میں عورت مذہب امام محمد پر عمل کر کے عالم حاکم سے رجوع کرے، عالم بعد تحقیق مذہب امام محمد پر حسب بیان بالا تفریق کردے، اور اگر قانوناً عالم ایسا فیصلہ نہ کر سکے یا کوئی عالم نہ مل سکے، تو کسی اسلامی ریاست میں ایسے قاضی کے یہاں رجوع کریں جو منجانب رئیس صرف وہیں کے مقدمات طے کرنے کیلئے خاص نہ ہو، ھـٰذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وھو تعالی اعلم و علمہ جلّ مجدہ اتم و احکم (فتاویٰ مصطفویہ حصہ سوم ص ۹۰/۹۱)

ملاحظہ فرمالیا آپ حضرات نے حضور مفتی اعظم ہند کا تبحر علمی کہ اصول مقررہ وضوابط محررہ کے ملاحظہ فرمانے کے بعد مواضع یسر واحتیاط اور تجنب تفریط وافراط اور حال زمان ومکان اور حفظ مصالح دین ودفع مفاسد مفسدین کی یہ دوسری مثال تھی جس سے حضور مفتی اعظم ہند کے تفقہ فی الدین پر آفتاب نصف النہار بھی رشک کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

(۳) حضور مفتیٔ اعظم ہند کے تبحر علمی و تعقل فہمی اور توجیہ عبارت کی تیسری مثال ملاحظہ کیجئے۔

زید کہتا ہے کہ بعد تجہیز و تکفین قبر میت پر باآواز بلند اذان کہنا بدعت ہے اور ثبوت میں شامی کی عبارت۔ لا یسن الاذان عند ادخال المیت فی قبرہ کماھو مختار الائمۃ وقد صرح ابن حجر فی فتاواہ بدعۃ ۔اور توشیح کی عبارت الاذان علی

الـقـبـر لـيـس بـشـئـي پیش کر کے دونوں کتابوں کے مستند اور قابل العمل ہونے کے بارے میں پوچھتا ہے؟

جواب میں حضور مفتیٔ اعظم ہند دونوں کتابوں کے معتمد و مستند ہونے پر فرماتے ہیں کتاب کا معتمد و مستند ہونا اور بات ہے اور کتاب میں جو کچھ ہے وہ سب معتمد علیہ ہونا اور بات۔ اور پھر شامی کی عبارت کی توجیہ میں یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں۔

اذان قبر کو سنت کس نے بتایا؟ جس پر شامی کی عبارت دکھائی جاتی ہے کہ اس میں اسے بدعت لکھا بیشک بدعت ہے۔ مگر بدعت حسنہ۔ شامی اور توشیح کا محققانہ فیصلہ یہی تو ہے کہ اذان قبر جو مسلمانوں میں آج کل رائج و معتاد ہے مسنون نہیں، یا انکی عبارت میں یہ ہے؟ کہ یہ فعل حرام ہے ناجائز ہے، گناہ ہے۔

پھر بدعت کی چند نظیریں پیش فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔

بدعت تو مسجد کے گنبد و مینار بھی ہیں، بدعت تو یہ مروجہ مدارس بھی ہیں، بدعت تو قرآن عظیم میں زبر وزبر پیش وغیرہ کی کتابت بھی ہے، بدعت تو تعلیم علوم دینیہ پر اجرت بھی ہے، کیا یہ عبارت پیش کرنے والے مساجد کے گنبد و مینار ڈھانے اور انکے ناجائز و ناروا ہونے کے فتوے دینگے؟ اور کیا یہ لوگ ان مدارس کو از بیخ برکندہ کرینگے اور اسکے اجرا کو حرام بتائیں گے؟ کیا ایسے مصحف جن میں ضبط حرکات کی بدعت ہے، معاذ اللہ دفن کر دینگے اور اس بدعت واجبہ کو ممنوع و حرام ٹھہرائینگے؟ جنکے بغیر قرآن عظیم کا صحیح پڑھنا تو تقریباً ناگزیر ہے اس قدر دشوار ہے جو امر غیر مسنون مسلمانوں میں شرقاً و غرباً رائج معتاد ہے علماء ازراہ احتیاط تنبیہ کیلئے

اسے فرمائیں یہ مسنون نہیں ہے کہیں مسلمان اسے سنت سمجھ کر غلطی میں مبتلا نہ ہوں اسے علماء کے لا یسن فرمانے سے بدعت محرمہ اعتقاد کرنے والے جیسے خوش فہم ہیں ظاہر ہے

حضور مفتی ہند نے جس انداز سے علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ کی عبارت کی توجیہ کی ہے اور سائل کو مبہوت کر کے علامہ شامی کی عبارت کو بے غبار ثابت فرمایا ہے اس سے انکی درایت فقہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اب ذرا صاحب توشیح کی عبارت لیس بشئی پر حضور مفتی اعظم ہند کا مدققانہ کلام ملاحظہ کیجئے اور انکی فقاہت و درایت ذہانت وفطانت اور رفعت مقام پر داد و تحسین دیجئے فرماتے ہیں کہ

رہا صاحب توشیح کا اسے لیس بشئی کہنا، وہ خود لیس بشئی ہے کہ اذان ذکر الٰہی ہے اور ذکر سے نزول نور رحمت وسرور واطمینان قلب یعنی قال اللّٰہ تعالیٰ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب (پ۱۳ رکوع ۹)

اذان سے فائدہ۔ دفع وحشت، ورد بلا وفرار شیطانی بھی ہے اور تلقین بھی اور وقت تو اور وہ وقت سوال، کیسا شدید وقت ہے، اللّٰہ، اللّٰہ، اللّٰہ حسبنا ربنا و نعم الوکیل اس وقت نزول سکینہ ورحمت ودفع وحشت وغفلت وسکون اطمینان قلب کی کیسی شدید حاجت ہے تو اسلئے اذان لیس بشئی ہوگی یا شئی عظیم النفع جس سے زندہ اور مردہ دونوں کا بھلا۔ یہاں ذکر اللہ مستحب ہوگا۔ یا لیس بشئی وہ وقت نہایت نازک وقت ہوتا ہے اور عدو ایمان دشمن مسلمان یعنی ابلیس لعین اس وقت ایمان کی گھات میں اندرون قبر پیش میت فریب دہی کو کھڑا ہوتا ہے، سوال منکر ونکیر "مَن رَّبُّک" پر اپنی جانب اشارہ کرتا ہے کہ معاذ اللہ میت اس

شیطان کو اپنا رب بتادے۔ ایسے وقت اذان جس سے وہ ملعون گوز زناں بھاگے اور میت مسلمان اسے سنے اور غفلت سے جاگے، لیس بشئ ہوگی یا اعلی درجہ کی مستحسن۔ حدیث میں خاص آذان کیلئے بھی ارشاد ہوا کہ میت ہمیشہ اذان سنتی ہے جب تک قبر کی تطئین نہ ہو۔ فی المغنی و عنه فی الغنية عن الحسن عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا يزال الميت يسمع الاذان مالم يطئين قبره.

حضور مفتئ اعظم ہند نے احادیث کریمہ رفیعہ جلیلہ کی روشنی میں عبارت توشیح کی لیس بشئ کو جس انوکھے، نرالے اور درد بھرے انداز میں خود لیس بشئ ثابت فرمایا یہ انکا ہی حصہ تھا۔ لیکن صاحب توشیح کی توہین و تنقیص نہیں فرمائی کہ توہین علماء کفر ہے اور یہ کسی انتخاب نامرادی کا حصہ ہے اور پھر اسی لاباس اور لیس بشئ سے اصول مقررہ اور ضوابط محررہ کی روشنی میں اہل سنت و جماعت کے معتاد و مروج پر تطبیق ملاحظہ کیجئے۔ رقمطراز ہیں۔

ان عبارتوں کے کون سے لفظ نے یہ بتایا کہ اذان قبر نادرست و ناروا ناجائز وممنوع وحرام وگناہ ہے؟ حرام وگناہ ہوتی تو لاباس ہی کیوں کہا جاتا؟ ممنوع و ناروا ہوتی تو لیس بشئ ہی کیوں بتایا جاتا؟ اگر یہاں کراہت پر کوئی قرینہ ہوتا تو اس سے کسی طرح یہ قول کیا جاسکتا کہ کراہت مراد ہے اور جس کراہت کا قرینہ ہوتا اسی کراہت کا کوئی قول کرسکتا۔

اور پھر وہابیہ نجدیہ کی بات بات پر بدعت کہنے کی عادت مستمرہ پر ضرب کاری کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

"پھر بھی یہ مسئلہ ایسا نہ ہوتا کہ وہابیہ اسکی بنا پر اسکے مجیز پر بدعتی ہونے کا حسب

عادت مسترہ زبردستی منہ آتے۔ کہ اسکا مکروہ ومندوب یا جائز ومکروہ تحریمی ہونا بدعت وسنت ہونے کی طرح مختلف فیہ ہوتا ہے'' ابن حجر کا بدعت بتانا تو نظر آیا اور اسی درمختار میں علامہ خیر الدین رملی کے حاشیہ سے جو انہوں نے نقل کیا ہے کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے کہ مردہ کو قبر میں اتارتے وقت اذان کو مسنون کہا گیا ہے نہ دیکھا، یہ تو باب الاذان میں تھا۔

وہیں کتاب الجنائز میں اس عبارت میں جو سوال میں پیش کی گئی ہے ''بدعۃ'' کے بعد ہے ومن ظن انہ سنۃ الخ، یہ نظر نہ آیا، یہی ابن حجر جو اسکے سنت ہونے کے منکر ہیں اسے بدعت فرماتے ہیں انہوں نے سنت بتانے والے کو بدعتی نہ بتایا۔ اتنا فرمایا کہ ''لم یصب'' جس نے اسے سنت کہا ٹھیک نہ کیا۔ اور پھر حضور مفتئ اعظم ہند صاحب درمختار کا قول لا یسن لغیر ھا پیش فرما کر وہابیہ کے منہ پر بھرپور طمانچہ رسید کرتے ہیں۔

کہ اذان غیر نماز فرض کیلئے مسنون نہیں ہے دیکھ کر مولود کے کان میں اذان دینگے یوں ہی مہموم۔ یونہی مصروع، یونہی سخت غضبناک، یونہی شریر جانور، یونہی بدعادت انسان کے کان میں اذان کہتے، یونہی وقت جنگ، یونہی آگ لگ جانے کے وقت، یونہی جن کی سرکشی، اور شرارت وایذا دہی کے وقت، یونہی وہ شخص جو جنگل وبیابان میں راہ بھٹکے اسکی اذان کو بدعت سعیہ، حرام وناجائز وگناہ بتائینگے؟

اور پھر علامہ شامی کی نقل کردہ عبارت، انہ قد یسن الاذان بغیر صلواۃ الی آخرہ کو پیش فرما کر حضور مفتئ اعظم ہند فرماتے ہیں کہ

''مگر الٹی گنگا بہانے والے ان سے ناجوازی سمجھ رہے ہیں، اے سبحان اللہ اے

خوش نہوا، جو ناجائز و ناروا ہوگا اسے حرام کہا جائیگا ممنوع بتایا جائیگا، گناہ فرمایا جائیگا ایسی بدعت کو بدعت سیئہ لکھا جائیگا، مگر لیس بشئی کہنے ہی نے اسے جائز بتایا۔

ع: وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور فہم اپنا تھا اللہ اللہ،

جواز اذان قبر پر دلیل طلب کرنا تو الٹی بات ہے کہ اصل جواز ہے تو جو ممنوع و حرام کہے اس سے پوچھا جائے کہ کس دلیل سے حرام بتایا ہے؟ اور وہ بھی ذکر اللہ کو، کون سی وجہ حرمت و کراہت عارض ہے کہ مکروہ تنزیہی تک کیلئے بتصریح علماء دلیل خاص درکار فی البحر و رد المحتار و غیرھا من الاسفار،

حضور مفتی اعظم ہند اپنے جواب کے آخر میں معاندین اہل سنت و جماعت کو ساکت و صامت کرنے کیلئے ذکر اللہ کے حکم علی الاطلاق سے متعلق تین آیات قرآنی اور احادیث نبوی پیش فرماتے ہیں اور پھر اصول فقہ کی روشنی میں مسئلہ اذان قبر کو یوں اجاگر کرتے ہیں،

دیکھئے اللہ و رسول عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کا حکم مطلقا فرمایا۔ ذکر الٰہی ہر جگہ مطلوب و مندوب ہوا تو کسی خاص جگہ ممنوع ہونے کیلئے دلیل خاص درکار ہے۔ اور جہاں نہی نہیں آئی ہے وہاں زبردستی ذکر الٰہی ممنوع بتانا، اور تو کیا کہا جائے، نری ڈھٹائی سخت بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے؟ اذان بھی ہر اس مسلمان کے نزدیک بلکہ اسکے نزدیک بھی جو محض نام اسلام رکھتا ہو، ذکر خدا ہے، تو ہر جگہ خوب و مرغوب ہے، ہر جگہ میں نزد قبر مسلم بھی مستحسن و مندوب ہے، کیا کوئی نہی دکھائی ہے اور یہاں کوئی نہی موجود نہیں تو جواز کیا کلام؟

جا سکتی ہے، کہ قرآن پاک، یا حدیث، اور جانے دو کسی معتبر و معتمد امام بلکہ کسی عالم نے اسے ممنوع بتایا ہو مگر لا یسن نہ ہو کہ لا یسن کا ترجمہ لا یجوز نہیں ہے یا یہ ٹھہرائی ہے کہ جو مسنون نہیں، ناجائز ہے، پھر دیکھئے ہمارے علماء، کا اجماعی قاعدہ مسلمہ ہے کہ اصل اشیا میں اباحت ہے، تو اذان علی القبر بھی اصل میں اجماعا مباح ہے اور عروض کراہت و حرمت کسی دلیل سے ثابت نہیں،

رہا صاحب قول کے مذہب کا مطالبہ تو اگر یہی لیل ونہار ہیں تو فقہ حنفی کے وہ معدود مسائل ہیں جن میں امام اعظم کا نص موجود ہو لائق تسلیم ہونگے باقی سب رد، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم الصمد واللہ تعالی اعلم (فتاویٰ مصطفویہ قدیم جلد سوم ص ۲۴ /تا ۲۷)

ملاحظہ فرمالیا آپ حضرات نے حضور مفتی اعظم ہند کے مناہج توفیق وادراک تطبیق ومنافع قیود وشوارع مقصود اور سر مراتب ناقلین کی واضح ترین مثال جو ایک اولوالعزم فقیہ کے نظر وقیع کے دائرہ میں گردش کررہے ہیں اسی لئے حضور مفتی اعظم ہند کو بلاشبہ اپنے دور کا امام الفقہاء کہا جاتا ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند کے تدبر ادوار، حفظ مصالح دین، دفع مفاسد مفسدین، عادات بلاد و اشخاص، حال زمان ومکان کی چوتھی مثال سماعت فرمائیے۔

(۴) حضور مفتی اعظم ہند سے سوال ہوا کہ خاندان مداریہ کا سلسلہ جاری ہیں یا سوخت؟ تو آپ جواباً ارشاد فرماتے ہیں بیکار سوال کئے جاتے ہیں کہ نماز، روزے وغیرہ ضروری

مسائل تو پوچھے نہیں جاتے یہ بیکار باتیں دریافت کی جاتی ہیں اور پھر ایک بار نہیں واللہ اعلم کتنی بار یہ سوال آیا ہے کہ لوگ برابر اس سلسلے میں بیعت کرتے مرید ہوتے ہیں انہیں یہ بھی ثابت نہیں کہ یہ سلسلہ سوخت ہو چکا ہے جن بزرگوں کو اس کی اطلاع ہے انہوں نے ایسا تحریر فرمایا ہے اسمیں جاہلوں کو پڑنا کہ ایک دوسرے کا دشمن ہو جائے تکفیر و تفسیق تک نوبت پہونچ جائے ہرگز جائز نہیں جو مداری سلسلہ میں ہوتے ہیں ان سے تعرض نہ کریں اس بیکار بحث کا نتیجہ سوائے فساد اور کچھ نہیں واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ مصطفویہ جلد سوم ص ۱۷۷)

شیخ الاسلام امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے شمار کردہ اوصاف فقہ کی روشنی میں مذکورہ بالا مسائل کا ہی جائزہ لیجئے تو کوئی مشکل نہیں ہے کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی فقہی بصیرت سمجھ میں نہ آئے کہ ان کے ماسوا ان کے فتاوے کا ذخیرہ ان کے، سراج الفقہا فی الشریعة الظاھرة ہونے پر دال ہے، یہ سب فتاوے اس حضور مفتی اعظم ہند کے ہیں جنکے تفقہ فی الدین کی قسم کھائی جاسکتی ہے قرآن حکیم میں ایسے ہی عالم دین کے بارے میں صراحتاً موجود ہے ۔ ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیراً کثیراً (پ۳ رکوع ۴) اور ارشاد رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ہے ۔من یرد اللہ به خیراً یفقه فی الدین ،اور ایسے ہی عالم دین کی شان میں گستاخی کرنے والا ارشادات فقہاء کی روشنی میں کافر ہے۔ مجمع الانہر وغیرہ میں ہے، الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر الی آخرہ

اب کوئی انتخاب نامرادی سے پوچھے! نہیں، نہیں بلکہ بزعم خویش، انتخاب العلماء،

تاجدار اہل سنت، مناظر اعظم ہند لکھنے اور چھاپنے والے انتخاب مراد آبادی ہی اپنے ضمیر سے سوال کریں کہ اپنے انتخاب نامہ ندائے حماقت بنام ندائے اہل سنت ہفت روزہ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۹۴ء میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان میں یہ جملے کہ ''اور جب میں نے آل رحمٰن کی تلاش کی تو پتہ چلا کہ یہ چھپے ہوئے رستم، سلسلہ رضویہ کے رحمٰن زبردستی کے مفتی اعظم ہیں تو پھر اس پر غور وخوض کیا تو اس کی قباحتیں نظر آنے لگیں وغیرہ وغیرہ'' لکھ کر جہنم کے دہکتے ہوئے انگاروں کو آواز دی ہے یا نہیں؟ اور قعر مذلت میں گرے ہوئے ہیں یا نہیں؟

اب اس انتخاب نامرادی سے پوچھئے کہ حضور مفتی اعظم ہند سیدنا امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور جانشین حضور مفتی اعظم ہند تاج الشریعہ علامہ ازہری میاں صاحب قبلہ کی بارگاہوں میں گستاخیاں کرنے کی کیا کیا سزائیں مل رہی ہیں، کہ اب سوائے مراد آبادی برتن اور کتب فروشی کے چارۂ کار نہیں ہے، دنیاوی وقار بھی ہاتھ سے گیا اور آخرت کا وبال بھی سر چڑھا،

ع: پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا ہی نہیں

تعجب خیز امر ہے ان دعویداران سنت سور ماؤں پر کہ حضور مفتی اعظم ہند کی عبقری شخصیت پر مراد آباد کے انتخاب نامرادی نے کیچڑ افشانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، اپنے ہفت روزہ ندائے حماقت بنام ندائے اہل سنت کے مختلف شماروں میں حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ وعنہ کی تنقیص شان کی گئی، کسی شمارے میں حضور مفتئ اعظم ہند کو فاسق وفاجر لکھا، انکے مریدوں کیلئے فسخ بیعت کا بانگ دہل اعلان کیا، اور متقی، پرہیزگار، پیر سے بیعت

وارادت کی ہدایت لکھی، رضویوں کلاب رضویہ اور حشمتیوں کو خنازیر حشمتی لکھ مارا، اور کہیں تو یہ لکھ دیا کہ بریلی میں خدائے پاک کی اولاد پیدا ہوگئی، اور کہیں اپنی خباثت کا اظہار ان لفظوں میں چھاپا کہ مفتی اعظم نے اپنی زندگی میں ایک کافر کو مسلمان نہیں کیا، بلکہ زندگی بھر مسلمانوں کو کافر بناتے رہے، ایسی مفتیت پر لعنت ہے وغیرہ وغیرہ، (لعنۃ اللّٰہ علی الکذاب والدجال)

پھر بھی ان خباثات کے باوجود بعض مشہور و معروف پیر صاحبان اپنے فہرست خلفاء سے اس نامرادی کو خارج کرنے میں فکر و تدبر سے کام لے رہے ہیں؟ یا اتنا بڑا پیچیدہ مسئلہ فہم و دراک کے حوالے کر رہے ہیں، کہ جوان سور ماؤں کے نزدیک لاینحل ہے تو پھر عوام و خواص اہل سنت و جماعت جیسا حل بتاتے ہیں اس پر عمل پیرا ہو کر آخرت کی ذمہ داری سے سبکدوش کیوں نہیں ہو جاتے۔ آخر وہ کون سی چیز ہے جو مانع ہو رہی ہے ارشاد فرمایا جائے، حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کو چھپے رستم سلسلہ رضویہ کے رحمٰن اور زبردستی کے حضور مفتیٔ اعظم وغیرہ وغیرہ، لکھنے اور چھاپنے والے کو سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اہل سنت و جماعت سے الگ ہو کر ایک جدید فرقہ کی داغ بیل ڈال دی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کی حمایت و معاونت کس کس خانوادہ کے سجادگان ولیان عہد اور نوخیز شہزادگان کر رہے ہیں؟ پردے کے پیچھے کیا ہے یہ معلوم کرنا اب دشوار نہیں رہ گیا ہے؟

تاجدار اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سراج الفقہا حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کی شان میں گستاخی کرنے والا تاجدار ملعونین تو ہو سکتا ہے، لیکن تاجدار اہل سنت نہیں ہو سکتا۔ گھر کی

چہار دیواری میں بیٹھ کر بقلم خود کوئی بناوٹی تاجدار اہل سنت ہو یا ابلیس اعظم ہند یا اخبث الخبثاء ہوں، ذرا کتب فقہ میں باب رسم المفتی اٹھا کر دیکھ لیں اور دلیل و برہان کے ذریعہ یہ ثابت کر دکھائیں کہ حضور مفتی اعظم ہند زبردستی کے مفتی اعظم ہند تھے؟ یا واقعی نفس الامری طور پر مفتی اعظم ہند تھے؟

اب ذرا مفتی کیلئے جن امور واوصاف کا وجود چاہیئے، ملاحظہ کریں۔ مختلف کتب فقہ کے حوالوں سے نقل کیا جاتا ہے

(۱) فتاوی عالمگیریہ کتاب آداب القاضی الباب الاول تفسیر معنی الادب والقضاء ص ۳۰۸ پر ہے وطریق نقله لذالک عن المجتهد احد الامرین اما ان یکون له سند فیه او یاخذه من کتاب معروف تداولته الایدی نحو کتب محمد ابن الحسن رحمه الله تعالی و نحوها من التصانیف المشهورة للمجتهدین لانه بمنزلة الخبر المتواتر او المشهور.

کہ مفتی کیلئے یہ امر ضروری ہیں کہ یا تو اس کیلئے اس مسئلہ میں سند ہو یا قول مجتہد کو مشہور ومتداول ومعتبر کتابوں سے اخذ کرے (۲) درمختار کتاب القضاء ج ۸ ص ۳۶ پر ہے کہ اکثر متاخرین کی رائے ہے کہ فاسق مفتی نہیں ہوسکتا اور فاسق کی بات دیانات میں نامعتبر۔ فاسق سے فتوی پوچھنا ناجائز اور اسکے جواب پر اعتماد نہ کرے کہ علم شریعت ایک نور ہے جو تقوی کرنے والوں پر فائز ہوتا ہے

(۳) مفتی قابل اعتماد شخص ہو ردالمحتار کتاب القضاء ج ۸ ص ۳۶ پر ہے "کہ مفتی بیدار مغز

اور ہوشیار ہو،

(۴) ردالمحتار کتاب القضاء ج ۸ ص ۳۷ پر ہے کہ مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہئے

(۵) ردالمحتار کتاب القضاء ج ۸ ص ۳۷ تا ۳۸ پر ہے کہ مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کرے اپنی طرف سے شقوق نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے

(۶) ردالمحتار کتاب القضاء ج ۸ ص ۳۸ پر ہے، مفتی کی سماعت درست ہونی چاہئے اگر اونچا سنتا ہے تو تحریری سوال پیش کر کے جواب حاصل کرے۔

(۷) ردالمحتار کتاب القضاء ج ۸ ص ۳۸ پر ہے کہ حنفی مفتی اولاً امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ عنا کے قول پر فتوی دے، پھر قول امام ابو یوسف، پھر قول امام محمد، پھر قول امام زفر وحسن بن زیاد رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین البتہ جہاں اصحاب فتویٰ اور اصحاب ترجیح نے امام اعظم کے علاوہ دوسرے قول پر فتوی دیا ہو، یا ترجیح دی ہو تو جس پر فتوی یا ترجیح ہے اسکے موافق فتوی دیا جائے،

(۸) فتاویٰ ہندیہ کتاب آداب القاضی باب اول ج ۳ ص ۳۰۹ پر ہے کہ مفتی فتوی دینے کا اہل بھی ہو

(۹) فتاویٰ عالمگیریہ کے اسی جلد کے اسی صفحہ میں ہیکہ مفتی کتمان علم (یعنی علم کو چھپانا) نہ کرتا ہو، کیوں کہ کتمان علم حرام ہے۔

(۱۰) فتاویٰ عالمگیریہ کے اسی جلد کے اسی صفحہ میں ہے کہ۔ فتویٰ دینے کے شرائط میں یہ بھی ہے کہ سائلین کی ترتیب کا لحاظ بھی رکھے امیر و غریب کا خیال نہ کرے۔

(۱۱) فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ مفتی کو چاہئے کہ کتاب کو عزت وحرمت کے ساتھ لے کتاب کی بے حرمتی نہ کرے نیز مفتی کو چاہئے کہ سائل کے سوال کو بغور پڑھے اور خود اچھی طرح سمجھ لے اس کے بعد جواب دے۔ نیز مفتی پر لازم ہے کہ ضروری باتیں سائل سے دریافت کر لے تاکہ جواب واقعہ کے مطابق ہو سکے۔

فتاویٰ عالمگیریہ کے اسی جلد کے اسی صفحہ میں ہے کہ مفتی کو چاہیے کہ جواب ختم ہونے کے بعد واللہ تعالیٰ اعلم یا اسکے مثل دوسرے الفاظ تحریر کرے۔

(۱۲) فتاویٰ عالمگیریہ کے اسی جلد کے اسی صفحہ میں ہے

ویجب ان یکون المفتی حلیما رزینا لین القول منبسط الوجه کذا فی السراجیةولا ینبغی له ان یحتج للفتویٰ اذا لم یسئال عنه واذا اخطا رجع ولا یستحی ولا یانف کذا فی النهر الفائق

مفتی کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ بردبار، خوش خلق۔ نرمی سے بات کرنے والا اور ہنس مکھ ہو، اور مفتی کیلئے مناسب نہیں ہے کہ جب اس سے کوئی سوال نہ کرے تو بھی وہ فتویٰ دینے کی کوشش کرے، اور جب فتویٰ دے اور غلطی ہو جائے تو رجوع کرے اور رجوع کرنے میں شرمندگی محسوس نہ کرے۔

(۱۳) فتاویٰ عالمگیریہ کے اسی جلد کے اسی صفحہ میں ہے کہ ولا یفتی فی حال تغیر اخلاقه وخروجه عن الاعتدال ولو بفرح ومدافعة اخبثین الخ

یعنی مفتی ایسے وقت فتوی نہ دے جب مزاج صحیح نہ ہو۔ مثلاً غصہ یا غم وغیرہ کی حالت میں

فتویٰ نہ دے اور پیشاب پاخانہ کی حاجت شدیدہ کیوقت بھی فتویٰ نہ دے۔

(۱۴) البحر الرائق کتاب القضاء فصل فی المستفتی ج ۶ ص ۴۵۰ پر ہے۔

مفتی فتویٰ پر اجرت نہ لے، مفت جواب لکھے، افتاء کی عظمت کا لحاظ رکھے۔ لیکن اگر مفتی کی ضروریات کا لحاظ کر کے گزارہ کے لائق مقرر کر رکھا ہو کہ عالم دین دین کی خدمت میں مشغول رہے اور لوگ اپنے طور پر ضروریات پورے کریں تو یہ درست ہیں وغیرہ ذالک من الاوصاف المتعددة

اب میں اہل انصاف کو آواز دیتا ہوں کہ متذکرہ بالا شمار کردہ امور واوصاف میں سے کوئی امر ووصف ایسا ہے جو سرکار مفتی اعظم ہند میں موجود نہیں تھا؟ اور ان امور واوصاف کے علاوہ کتب متداولہ میں جن کا شمار کیا گیا ہے ان میں سے کوئی ایسا امر ووصف ہے جو سرکار مفتی اعظم ہند میں مفقود تھا؟ کیا کوئی زبردستی کے مفتی اعظم، چھپے رستم اور سلسلہ رضویہ کے رحمٰن قطب عالم ہوتا ہے (جس پر انتخاب نامرادی کا مضمون ماہ نامہ استقامت ڈائجسٹ، کانپور کا مفتی اعظم نمبر ۱۹۸۳ء گواہ۔ جس میں انتخاب نامرادی نے حضرت مفتی اعظم ہند کو قطب عالم لکھا ہے)

اس سے بانی فرقہ ناریہ کے مبلغ علم کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ ذرا دیکھئے تو سہی! سلسلہ رضویہ کے رحمٰن لکھتے وقت شرم وحیاء سے آنکھیں بھی نہ جھپکی کہ رحمٰن کا اطلاق غیر خدا پر ناجائز وناروا ہے، اس سے ہم اہل سنت وجماعت کے فتویٰ کے زد میں آسکتے ہیں دور جانے کی حاجت ہی تو نہ تھی کم از کم اپنے مرکز اہل سنت جامعہ قدریہ کے شرح مائۃ وعلم الصیغہ پڑھنے

والے طلبہ ہی سے پوچھ لیتے۔

اب تھوڑی دیر کیلئے حجۃ الاسلام امام غزالی علیہ رحمۃ الباری کی تحریر کردہ فقیہ النفس کے اوصاف پر نظر غامض ڈالئے اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ کا جائزہ لیجئے، کیا انکی ذات قدسی صفات میں کوئی ایسا نقص تھا جس کی وجہ سے انہیں فقیہ النفس سے خارج کردیا جائے؟ اور یہ بھی دھیان میں رہے کہ کچھوچھہ مقدسہ کے شیخ الاسلام جنکی تحریر و تقریر انتخاب نامرادی کیلئے لوح محفوظ کی تحریر سے بھی کم درجہ نہیں رکھتی، اور شیخ الاسلام کے دیگر جانثار بھی اسے الہامات سے کم نہیں سمجھتے، کیا حقائق پر مبنی نہیں ہے؟ اور بطور سند پیش نہیں کیا جاسکتا ہے؟

سنئے! شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب ماہ نامہ "استقامت" ڈائجسٹ، کانپور کے مفتی اعظم نمبر مطبوعہ ماہ رجب المرجب ۱۴۰۳ھ میں تحریر فرماتے ہیں

وہ نفوس قدسیہ والے جنکی محفل میں بیٹھنے سے رسول کریم کی محفل میں بیٹھنے کا اجر ملیگا جن سے مصافحہ کرنے سے رسول کریم سے مصافحہ کرنے کا ثواب حاصل ہو، جن کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی یہ شان ہو گویا اس نے نبی کریم کی اقتدا کی۔ جنکا چہرہ دیکھیں تو نبی کریم کا چہرہ یاد آجائے، المختصر جنکا ہر فعل اور ہر عمل نبی کریم کے فعل وعمل کی سچی تصویر ہو، یہ وہ ہیں جو ہدایت کا کامل ومکمل ذریعہ ہیں انکی زبان سے رسول کریم کے اقوال سنو اور انکے کردار میں رسول کریم کے افعال دیکھو، ہر دور میں ان نورانی تصویروں کا وجود ضروری ہے، تاکہ واضح ہوتا رہے کہ ہر دور میں خواہ وہ کتنا ہی پر آشوب کیوں نہ ہو اسلام پر اسکے جملہ تعینات و

تشخصات کیساتھ عمل کیا جاسکتا ہے، اب اگر کچھ لوگ عمل نہ کریں تو یہ خود انکی غفلت وسرکشی ہے اسکی وجہ یہ ہر گز نہیں کہ اسلام اب نا قابل عمل ہو چکا ہے، اسی نورانی سلسلے کی ایک نورانی تصویر وہ عظیم المرتبت ہستی جو دانشوران وقت اور فقیہان عہد کی محفلوں میں بھی حضور مفتی اعظم ہند کے نام سے معروف ومتعارف ہے، جن کی زبان اقوال رسول کے موتی لٹاتی رہی اور جس کا کردار وافعال رسول کی تجلیات دکھاتا رہا،

لیجئے لگے ہاتھوں شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں کی تحریر کا دوسرا اقتباس ملاحظہ کیجئے، حضور مفتئ اعظم ہند کی شان رفیع میں رقمطراز ہیں کہ

''بخاری ومسلم کا سننے والا جس یقین واذعان کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے رسول کریم کے اقوال سنے، اسی یقین واذعان کے ساتھ حضور مفتی اعظم ہند کو دیکھنے والے کو یہ حق ہے کہ کہے، ہم نے رسول کریم کی چلتی پھرتی سچی تصویر دیکھی''

اب ذرا تیسرا اقتباس ملاحظہ کیجئے، حضور مفتی اعظم ہند کی واجب الاتباع شخصیت کے حضور وہ یوں خامہ فرسائی کرتے ہیں،

''فرائض وواجبات وموکدات کو رہنے دیجئے جو ہستی مباحات وفطری خواہشات میں بھی رسول کریم کی اطاعت واتباع سے سرمو متجاوز نہ ہو وہ رسول کریم ﷺ کی سچی تصویر اور افعال رسول کی حفاظت کا پیکر نور نہیں تو اور کیا ہے؟

چوتھے اقتباس میں شیخ الاسلام کچھوچھہ مقدسہ کے جذباتی رشحات قلم ملاحظہ کیجئے، تحریر کرتے ہیں

''ہاں ہر دور کے لحاظ سے حفاظت کے ذرائع مختلف رہے ہیں، جب منکرین زکوۃ نے دین

میں ارتداد کا راستہ نکالنا چاہا تو خدا نے صدیق اکبر کے ذریعہ پیغام رسول کی حفاظت فرمائی، قیصر و کسریٰ کے مغرور طاقتوں نے اسلام کو چیلنج کیا، تو خدا نے اسکی حفاظت فرمائی فاروق اعظم کے ذریعہ، یوں ہی جب خوارج نے قرآنی آیات کے مفاہیم کو بدلنے کی شرمناک کوشش کی تو خدا نے دین مصطفوی کی حفاظت فرمائی مولائے کائنات کے ذریعہ، اسی طرح جب یزید نے سرکشی کا سر اٹھایا تو خدا نے اپنا دین بچایا حسین ابن علی کے ذریعہ، ایسے ہی جب اعتزال کے فتنوں کا پانی سر سے اونچا ہونے کو آیا، تو خدا نے اپنے نبی کریم ﷺ کے پیغام کی صحیح شکل وصورت کو بچایا امام احمد بن حنبل کے ذریعہ، یونہی جب شہنشاہ اکبر نے دین الٰہی کے نام پر حقیقی دین الٰہی کی صورت بگاڑنی چاہی تو خدا نے اپنا دین بچایا، مجدد الف ثانی کے ذریعہ، اسی طرح جب وہابیت وقادیانیت نے اپنی فتنہ سامانیوں کا مظاہرہ کیا تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ اور المختصر یہ کہ جب خاندانی منصوبہ بندی کے غیر اسلامی نظریئے کو منوانے کیلئے ستم ڈھائے گئے، اس جور و ستم کا نتیجہ یہ ہوا کہ علماء کی زبانیں گنگ ہو گئیں بلکہ ابن الوقت حکومت وقت کی حمایت پر اتر آئے، کرائے کے مفتی مسند افتاء کی مٹی پلید کرنے لگے ایسے خوف و ہراس کے عالم میں خدا نے اپنا دین بچایا مفتی اعظم ہند کے ذریعہ۔ اور چند سطور کے بعد لکھتے ہیں کہ

”حضور مفتی اعظم ہند کے جرأت مندانہ اقدام نے دین مصطفیٰ کو بچالیا جس سے دنیا پر ظاہر ہوگیا کہ مصطفیٰ رضا خاں نام ہے، دین محمدی کی حفاظت کیلئے خدائی انتخاب کا،

اور اب پانچواں اقتباس کے بھی ایک ایک لفظ کو پڑھئے شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں قبلہ

کس انداز میں حضور مفتی اعظم ہند سے اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں، ایک حکایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ، اس حکایت کو سن کر مجھے بھی اپنے فیروز بختی پر ناز کرنے دیجئے، میرا حاسئہ رابعہ میں بھی کچھ نورانی صورتیں ہیں، ان تصویروں میں حضور مفتی اعظم ہند کی تصویر کی تابنا کی آپ اپنی مثال ہے، حضور مفتی اعظم ہند کو میں نے بہت قریب سے دیکھا،

(چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں)

المختصر بار بار زیارت کی سعادت حاصل ہوتی رہی اور ذہن میں آپ کی نورانی صورت کا رنگ گہرا ہوتا رہا، حضور مفتی اعظم کو دیکھنے والو، خدائی امانت کے امین ہونے پر مجھ سے دلی مبارک بادلو، مگر خبردار، ہوشیار اس تصویر کی عظمت کو داغ نہ لگنے پائے،

اوراب چھٹے اقتباس میں شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں، آیت کریمہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم کے تحت حضور مفتی اعظم ہند اوران کے شیخ کی شان میں یوں رطب اللسان ہیں

جس کا پیر شیخ الشیوخ، نور الانوار، سید السادات، آیت ربانی، سر الٰہی، آسمان طریقت کا نیر اعظم، اور شاہ برکات کے انوار و برکات کا امین ہو، یہ پیکر نور خود بھی نوری کہلایا اور حضور مفتی اعظم ہند کو بھی نوری بنا گیا ایک طرف رکھ دوان انتساب کی عظمتوں کو اور خود اس عظیم ممدوح کے کمال و جمال پر غور کرو، علم و دانش کی وہ کون سی محفل ہے جس کا وہ تاجدار نہیں تھا، تقوی و طہارت، زہد و قناعت، شرافت و کرامت، مجاہدہ و ریاضت، اصابت و استقامت، ذکاوت و فراست کی وہ کون سی شاہراہ ہے جہاں انکے نقوش قدم نہیں ملتے،

اوراب ساتواں اقتباس ملاحظہ کیجئے،

ہمارے ممدوح کی سب سے بڑی کرامت ہر حال میں شریعت پر اس کی استقامت ہے، وہ اسلام کا بطل جلیل اور استقامت کا ایسا جبل عظیم تھا کہ نازک سے نازک وقت میں بھی اسکے پیروں میں بھی لغزش نہ آسکی

اب آٹھواں اقتباس ملاحظہ کیجئے

ہم اس عظیم فرد کے فضل وکمالات کا کیا تعارف کرا سکیں گے؟ جسے حضور محدث اعظم ہند جیسی شخصیت کی زبان بھی عالم متاع، واجب الاتباع قرار دے، یہ دلیل ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند کی اتباع عین اتباع رسول تھی (اور چند سطور کے بعد اسی صفحہ پر قمطراز ہیں)

کہ حضور مفتی اعظم ہند کی ذات قدسی صفات پر رب کریم کی بیحد نوازشیں تھیں، اس کا فضل خاص ہمیشہ ان پر سایہ فگن رہا اور خدائے تعالی نے انہیں مخصوص انعام والوں میں رکھا، جنکا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے، سیدھے راستے کی تلاش میں سرگرداں رہنے والو، آو، صراط مستقیم کو حضور مفتی اعظم ہند کی شکل وصورت میں دیکھ لو،

اب میں شیخ الاسلام سے یہ عرض کرنا چاہونگا کہ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کی شان میں جو کچھ جواہر پارے بکھیرے ہیں، کیا وہ حقائق پر مبنی نہیں ہیں؟ یقیناً حقائق پر مبنی ہیں۔ تو پھر شیخ الاسلام ہونے کی حیثیت سے انتخاب نامرادی کی تحریروں کو جو حضور مفتی اعظم ہند کی شان میں عاقبت سے بے پرواہ ہو کر لکھی گئی ہیں، ان کی تردید کا اعلان کیوں نہیں کردیتے؟

سگ نوری: فقیر محمد ناظر اشرف قادری بریلوی غفرلہ

حضور حکیم الملت محقق عصر حضرت مفتی محمد ناظر اشرف قادری صاحب دامت برکاتہم القدسیہ کی دینی وملی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے ایک مدرسہ قائم کیا ہے، جو "حکیم الملت" کے نام سے منسوب ہے حضرت کی شخصیت درس وتدریس، تالیف وتصنیف، تحقیق وتدقیق فن مناظرہ، فتویٰ نویسی وغیرہ میں آپ اپنی مثال ہیں۔ آپ کی متعدد کتب منصۂ شہود پر آکر لوگوں کے قلوب کو مستفیض کررہے ہیں حال میں آپ کے فتاوے کا مجموعہ بنام "فتاویٰ دارالعلوم اعلیٰ حضرت" جلد اول ودوم بھی منظر عام پر آچکا ہے جو علمائے کرام کے افادہ واستفادہ کیلئے بیش بہا خزینہ ہے۔ اور جب میں نے حضرت کے اس رسالہ "مفتی اعظم فقیہ عالم" کا مطالعہ کیا، تو میرا دل حضور مفتی اعظم ہند کی فقہی عظمت سے آشکار ہوا اور میں نے حضور حکیم الملت سے اجازت لیکر اسے شائع کیا۔ رب تعالیٰ اسے شرف قبولیت سے نوازے اور حضرت کا سایہ ہم سب پر دراز فرمائے آمین ثم آمین

فقط والسّلام

عبدالمصطفیٰ حاضر رضا خاں

مدرسہ حکیم الملت مڑکی، ضلع ڈنڈوری (ایم، پی)